REGISTERED No. A.780



M. H. Khan Engraver

... کی حفاظت اور رواج کیلئے سپر ہے۔

منیجر کی نہایت ضروری گذارش

قواعد و ضوابط

(۱) اجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ ہر حال میں پیشگی لی جاتی ہے۔ [illegible]

(۲) [illegible] کے ساتھ [illegible] [illegible] ہوتا ہے۔

(۳) قیمت اودھ پنچ [illegible] [illegible]

(۴) [illegible] اودھ پنچ ایک مشہور [illegible] [illegible] آپ کے مذاق کے مضامین [illegible] ناظرین [illegible] نئے مضامین [illegible] [illegible] ایک سال تک بڑھا سکتے ہیں۔ آپ کے [illegible] طلب کرنا ہی فضول ہے۔

(۵) [illegible] [illegible] ایک سال کے [illegible] قیمت جیب ہے۔ [illegible] اودھ پنچ [illegible] جاری [illegible]

(۶) [illegible] منیجر کے نام [illegible] [illegible] [illegible] کیا جائے [illegible] [illegible] نہیں ہوتا۔

(۷) [illegible] خریداری ختم ہونے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کرلی جاتی ہے۔ [illegible] منیجر کے نام ہونی چاہیے۔

(۸) جن اشتہارات و اطلاعات [illegible] [illegible] نہیں ہیں۔

(۹) جو مضامین اودھ پنچ [illegible] شائع نہ ہونگے [illegible] نہیں ہیں۔

(۱۰) مضامین صاف خط میں کاغذ کے ایک ہی طرف پر لکھے جائیں۔ [illegible] کسی شخص یا قوم کی تنقیص [illegible] نہ ہو۔ فقط

نوٹ

جو حضرات خریدار ہیں انھیں خطوط اور منی آرڈر میں نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیے جو کہ ان کے نام کی چٹ پر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۱۳ نمبر ۲۳

مضامین

۲۳ جون ۱۹۲۸ء

غزل

امید قیس کو ہو گی کسی کے آنے کی
بناؤ تو یہ میں ڈال سے شغل نے کی
تڑپ تڑپ جملہ مرے دل کی وہ کیا گھڑتا سگی
شبیہ اسکی ہو ملتی ہے آدم آنے کی
نگاہ انتہا سے اس نبت نکل بھری گئی
ہر ایک دانۂ تسبیح نام دانے کی
بہت ہو نیح طلب اسکی بعث کا سودا
کر تنگی ہو گئی محتاج دانے دانے کی
گلی کے گلا وہ آن سے اسکی نکیریں بڑی ہوائیں
جنازہ ہو پہ ہیں صورت ہو جب بلانے کی
یہ میری وصل کی عرضی ہے کیوں مناس نے
سنا ہے بھی قدر ہی گیسو شیں کے ہو لانے کی
کہا یہ اسنے ہو مذاق سے میں نے کی فریاد
ہے انتظار کے عادت نہیں جلانے کی
کھلونے جاں کے بچوں کو بھیجے گی لیکے
عبث ہے قیس کو دسی جو کے گھانے کی
ہمارا ایک کیا جرم عشق نے ان پہ
یہ بے سبب نہیں نہ ہی ہوا کے آنے کی
ہوائے دل کیا فخر سفر کا اے نقاش
یہ کہے کے قرار عادت ہے زمانے کی

نقاش ریاضی

امید ہی تسلی کا ہے سبب
امید ہی کے ہاتھ ہماری حیات ہے

توشہ اور تجربہ ہو ایسے لوگ بار بار دیکھے ہیں؟ مستقبل کے متعلق ہمیشہ قیاسات کو کتم عدم سے عرصۂ وجود میں لاکر امید کے بے عصا پیری بنا دیتے ہیں اور امید صاحب ہو حسین دنیا کے قیام کا موجب تصور کی جاتی ہیں۔ ایسی حالت میں امید کی دستگیری کسی شخص کو جلد مایوسی کا منہ نہیں دیکھنے دیتی۔

امید کی جولاں سال سے سمائی ہو جیسے عرف عام میں کوشش کے نام سے موسوم کرتے ہیں اپنا خوب مزہ دیتی ہیں۔ امید کی پشت پر ہی کے اکثر دمن کے بچے امید والوں کو انکے پیش نظر میں کامیاب بھی کرا دیتی ہے۔ اگر کسی مرحلے کے طے کرنے میں امید رہنمائی نہ کرے تو بے شبہ کوشش کا قدم سست پڑ جائے گا اور ضعیف البنیان بشر کو جلد نتیجہ یاس کی چٹان پر منہ کے بل گرنا پڑیگا۔ بہر صورت امید کا جلوہ تسکین قلب کا باعث ثابت ہو کر کوشش کی رفتار کو تیز کرتا رہتا ہے اور انسان کو آخری وقت تک نامراد نہیں ہونے دیتا۔

حصول مدارج کی امید خواہ موہوم ہی کیوں نہ ہو مگر وہ شیوہ و تجربہ اسکی بابت جو مضبوط قیاسات کو مستحکم کرکے اسباب ملائم کی رہنمائی کے باوجود بھی اسکا امید وار بنائے ہوئے ہے اور دونوں یعنی امید اور کوشش کی حوصلہ افزائی کمال اہلیت کے ان اشعر کی ترجمانی میں پہ مصرعہ ہمارے دوروتیاں کرا رہی ہے کہ۔ شعر

بہ دل نیم مہتد بہ جنیم جستہ شیوہ

ابھی کچھ عرصہ قبل سخت گرمی پڑ رہی تھی۔ لو اور تپش اپنی شدت کے سبب گرفتہ گوشت الامان والحفیظ کا طور بلند کرا رہی تھی۔ آخرکار مشیت پروردگار مخلوق کے رونے دھونے نے ابر باراں کی شکل اختیار کی اور رفتہ رفتہ نزول رحمت کا سلسلہ جاری ہو گیا۔ چنانچہ موسم گرما کی تیز افشانی ختم ہوئی اور برسات کے روح افزا اسنادر نظر آنے لگے۔ دستور قدیم کے مطابق چند روز کے بعد وہ سوری پڑے گی کہ جسکے قدرتی اثرات کو ردی اور روٹی بھی مشکل ادا کر سکے گی۔ غرضکہ

چناں نماند چنیں نیز ہم نخواہد ماند

کا مضمون صادق آئیگا اور انقلابات دہر کا نقشہ نگاہوں کے سامنے پیش کرے گا یہی امید کا اعتقاد ہے کہ جس طرح تکلیف کے بعد راحت اور رنج کے بعد مسرت کا ہونا لازمی ہے اسی طرح غلامی کے بعد آزادی کا حصول بھی غیر اغلب نہیں علاوہ بریں موجودہ حالات کا رد و بدل بھی قرینہ تجربہ سے حاصل ہو کے ہیں امید کے زبان مذکرہ عہدہ کا معتقد بنائے ہوئے ہے۔ اگر قانون قدرت و انقلاب زمانہ ہماری حمایت کرے اور موجودہ پابندیوں کو معدوم کرکے ہمیں حریت کی نشو و ارتقا میں سانس لینے موقع عنایت کرے تو یہ کوئی تعجب کی بات نہ ہوگی اگر کوئی صاحب غلطی زکاوت سے میرے ان جملہ امید کی تصویر کی تعریف متعلق غالب مرحوم کا یہ شعر کرے

ہم کو معلوم ہے جنت کی حقیقت لیکن
دل کے بہلانے کو غالب یہ خیال اچھا ہے

پڑھنے لگیں تو ان کا خیال بھی جی کیا زیبا ہوگا اور اسکی تردید سو قت تک ناممکن ہوگی جب تک کہ نا[illegible]

بحکم جناب نواب سید محمد سلطان صاحب خان بہادر آنریری منصف مجسٹریٹ قصبہ و مقام حسن پور ضلع مراد آباد

سمن بنام الفضال مقدمہ

(آرڈر ۵ قاعدہ ۲۰)

مقدمہ نمبر ۱۵۱ سنہ ۱۹۲۸ء

[illegible]

[illegible]

.... مدعی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ان کے خلاف کافی مواد فراہم نہ کر دے۔

اس تمام جوڑ توڑ، ساری عقلمندی و رسائی کا حاصل
دُنیا یا سبب قائم
یا
ہر کس بخیال خویش خبطے دارد

کے سوا کچھ اور نہیں ہو سکتا، چونکہ بدل حالتیں تشنگی و مایوسیت پہ مبنی ہیں اور یہی بیان منشاء تحریر بھی ہے۔ اس لیے کیا عجب کہ اس عمر یہ پہنچ کر میں بھی اب جینے سے کفر دار ہوں۔

ماتم خیز سنگ تجھ سے انگریزی جانشین آیا

حاشیہ۔ سوا حضرت والا مصنف کی اُمید کو زندگی کا سہارا بنانا آپ ہی کا کام ہے۔ ایسی اُمید سے دُنیا حاصل ہوئی ہے نہ دین۔ قانونِ قدرت کی دو قسمیں ہیں۔ ایک میں انسان ہاتھ نہیں ڈال دے سکتا جیسے موسم کا تغیر و تبدل۔ دوسری قوانین خود انسان کے اختیار میں رہتے ہیں۔ موخر الذکر قوانین ہیں اصلاحی تغیر بھی انسان کی دُھن پر موقوف ہے۔ اور خیر سے میں ترقی اتنی مددگار ہوتی ہے اور فتنہ و فساد میں دور سے تماشا دیکھتی ہے۔ ہندوستان جب سے فتنہ و فساد کا گھر ہوا اُسوقت سے ترقی تماشا دیکھ رہی ہے۔ ایک وہ زمانہ تھا کہ تمام جادو گر ایک ہو گیا تھا اور دعوے کرتے تھے سب مگر یہ طرز خلافت نہ بنا کہ قول ہو اِنسان کے "پھول آنکھوں نے بچایا" ہو اکے طرز پہ سلطنت اُسی کی بنیاد ڈال گئی۔ مدتوں یوں زندگی بسر ہوئی کہ بادشاہ کا انتخاب لوازماتِ عوام و خواص کے ہاتھ میں۔ لیکن جب حضرت شاہ نے جو لکھتے ہیں کمال کا ہاتھ اور کمال میں ہوئی سازش کر بچھتے ہیں کیا آگے آیا۔ فکر ہوئی کہ ہارو ہونی کو جیسے سازشیں ہوئیں خون خرابے ہیں اور رسوائی و دشواری ایک بھائی صاحب ہو ولی ہوتے تو دوسرے و سنگ زرد، اٹھا لیتیں۔ چند روز کے لیے یا قوم کا بھی وہی حشر ہوا جو انھوں نے بھی عوام کے مقابلہ میں روا رکھا۔

پھر کر ہاتھ میں اور کسی نہ کسی طرح اپنا حصہ بٹا لینگا۔ پھر وہ ہنسا یا کر بادشاہ صاحب اپنی محفل میں بیٹھ کر اور دعا میں سے کئی چیزیں تیار رکھا کرتا ہو جو ایک کار بن بیٹھے یعنی ایک شیطان سے بچا ہوا تو شہ شیطان جان کو بیٹھے۔ یہ طرز انتظام دنیا کو ٹھیک بچھانے میں پہلے فرض کا درست کر لیں مگر جب تک کہ اور جلدی درست ہونا تو وہ مشکل ہو گیا کیا معنی کہ لیجئے تماروں سو جو بندیوں کے اسیں تمیز نہیں۔ یہ چھوٹا سا کم نہیں ہے جو یہ دہی ترشی فرق ہے۔

[redacted] — جاری ہے

ہو گیا ہے عوام کی ناجائز کامنرا راجہ صاحب مرلہ



نقش سنگین اصلاحات بطرزِ دنیا لکھی
مرجان جوں پیشہ بر سنگ تو جگر
مگیت باندلیشہ سنگ ہر دو سخت آمد

کے سوا کوئی دوسرا نہیں ہو سکتا۔ انتخاب کے کرنے کی صلاحیت وہی ادا کر سکتا ہے جس کی جیبا ئی و عمل نہ جیسے دوسروں کی محنت سے خوب فائدہ اٹھایا ہو جیسے وہ پیٹ گھر بھر لیا ہو۔ جیسے اسیپ کا کھانے لگے ہوں۔ جیسے قبضے میں ہزاروں ایکڑ زمین ہو بھلا وہ بیچارہ جس کی جیب خالی ہو گھر اللہ میاں کی طرح کہیں شوہر رہنے کے واسطے بالشت بھر جگہ نہ رکھتا ہو۔ شام تک ایک وقت کی غذا کے دام محنت مزدوری سے ملتے ہوں کب تاب ہوگا اور کون اسے ووٹ دے گا۔ بہر حال قانون کی کنگ کی زور جب تک سمجھ میں نہیں پڑھتی اور بدل

کی سیر کر رہی ہے اُسوقت تک سوراجی کا خواب دیکھنا فضول ہے اسی معنی کی اُمید بھی۔ ذرہ کی جیا ہار نظاکہ دیکھیے ایک طرف تو رئیس پھرتی کرتے ہیں کہ وہ یوں ہوا کی کالا کی کمائی کا پیسا ہو کل حلال [illegible] ہل بالیس پا جا کے زور بھو کرتا ہے دوسری طرف انھیں کو خطاب دیا ہوا کے نام کے ساتھ نیاز اللہ ملکہ سلطنت کی دوا تمام نقش کرتے ہیں وہ چھپکے ہیں تو یہ طرز انگریز کا کہتے ہیں وہ ..... دیتے ہیں تو یہ صحت صحت کی آواز بلند کرتے ہیں۔ ایک عربی شاعر سچ کہتا ہے۔

نوضرط الموسر فی مجلس
قالی لہ یرحمک اللہ
او عطس المفلس فی مجلس
سبّ و قالوا فیہ و سا ء
افضرطا المفلس عن تیسہ
و معطس الموسر مفسا ہ

ترجمہ سکا کسی تہذیب کے خلاف ہے۔ لیکن یہ سمجھیے کہ شاعر نے غریب کی چھینک اور امیر کے ..... زواخ سوز کا مقابلہ کیا ہے۔ آپ کو اللہ خدا لگتی کہیے۔ مصنف یا حکومت کی اس تمہید تقدیس کیوں ہے ؟ اور وہی مشکلات کی دعوت اور سرمایہ داری کے سامنے نہ اشد ملا کر ہے کہ ہاتھ پھیلا تنگی چاٹے۔ یہ دوری اور سوراج کا مقصد ! اے حضرت سالہا سال سے ہی علم کے اخلاق درست ہوں "ابھی سوراج" غالی چند روز کا مجموعہ ہے جو بقصد لگا لگائیے۔ ان باتوں سے دل ڈکتا ہے۔

اعلان

ہندوستانی ایکاڈمی کو ایسے مترجمین کی ضرورت ہے جو انگریزی سے اُردو ہندی زبان میں ترجمہ کر سکیں۔

مترجم ایکاڈمی کے ملازم نہ ہونگے جو لوگ سائنس اور ادبی کتابوں کا ترجمہ کرنا چاہتے ہوں اُن کو نمونے کے ساتھ درخواست دینا اور خط و کتابت کرنا چاہیے۔

جنرل سکریٹری ہندوستانی ایکاڈمی الہ آباد

دریں چہ شک

یہ حکایت بہت مشہور ہے کہ ایک صاحب نے بازار میں طوطی کا پنجرہ دیکھا رگ جہاں نوازی و آداب دشمنی کو جنبش ہوئی، بیچنے والے سے پوچھا طوطی بیچو گے کہا ہاں۔ سو اشرفی۔ پوچھنے لگا سو اشرفی، خوبی دریافت کی تو معلوم ہوا فارسی بولتی ہے۔ آپ خود باتیں کر لیجیے۔ خریدار صاحب نے پنجرہ ہاتھ میں اٹھایا منہ کھڑکی سے لگایا۔ ہونٹ ادھ کھلے [illegible] کی شکل بنا کے چمکاری دی۔ "بی طوطی تمہارا اسم شریف؟" بی طوطی گردن جھکا کر [illegible] کہنے لگیں "دریں چہ شک"۔ امتحان ختم ہوا سو اشرفیاں بیچنے والے کی جیب میں گئے۔ بی طوطی میاں نئے مالک کے گھر آئیں۔ فارسی بولنے کا جنون سر پر سوار تھا آتے ہی رو بہ رو گفتگو ہونے لگی۔

مالک: "طوطی چہ نام داری؟"

طوطی: "دریں چہ شک"

مالک: "خوب ست۔ چہ می خوری؟"

طوطی: "دریں چہ شک"

مالک: "خانہ ات کجا بود؟"

طوطی: "دریں چہ شک"

مالک: "دریں چہ شک۔ دریں چہ شک۔ بجز دریں چہ شک چیزے دیگر یاد نداری؟"

طوطی: "دریں چہ شک"

مالک: "اے خانہ خراب [illegible]"

طوطی: "دریں چہ شک"

گو حکایت مذکورہ سے جو نتائج نکلتے ہیں انہیں بھی نگاہ میں رکھنا چاہیے۔ طوطی کی اصلی زبان سے انسان واقف نہیں۔ گو کہا جاتا ہے کہ نقال جانور الفاظ کی نقل کر لیتے ہیں الفاظ کے معنی نہیں جانتے۔ [illegible] چونکہ فارسی [illegible] اس دور میں سلیقہ تھا کہ [illegible] فارسی بولتی ہے [illegible] سو اشرفیاں پھینک دیں۔ طوطی کو ایک فارسی داں صاحب سمجھنا خریدار کی عقل کا قصور ہے۔ بیچارہ طوطی معذور ہے [illegible] آپ یہ آخری سوال کا جواب بالکل صحیح اور معقول ہے ایک ذی فہم انسان بھی یہی جواب دیتا۔ اس قسم کے انسانی طوطیوں اور طوطی نوازوں سے دنیا خالی نہیں۔ ہماری گورنمنٹ بھی ایک طوطی ہے جس کو زمانہ کے مختلف حصوں میں سے ایک لفظ کوئی سکھا دیتا ہے جو وہ یاد کر لیتی ہے چنانچہ ایک زمانہ میں اُستاد نے ایک اٹک سکھائی ہر بات پوچھی گئی اسکا جواب ملا "مدرس آتا ہے"۔ "جناب ہم فاقوں مرتے ہیں؟" جواب ملا "مدرس آتا ہے" "حضرت تعلیم کی طرف نظر کیجئے" جواب "مدرس آتا ہے" "فاقوں سے وبا [illegible]" "مدرس آتا ہے" دنگے والا [illegible] "مدرس آتا ہے" کوئی چھینکا تو "مدرس آتا ہے" کوئی کھٹکا ہوا تو "مدرس آتا ہے"۔ کسی کے یہاں بچہ ہوا تو "مدرس آتا ہے"۔ [illegible] روس کی [illegible] کا تخمینہ [illegible] خام خیال [illegible] افغانستان کا طوطی [illegible] ہندوستان میں انگریزی طوطی ہندوستانیوں کا [illegible] جانیے [illegible] ہندوستان کے طوطی

بھلا اپنے اُستادوں سے ملاقات ہوئی [illegible] انہوں نے بھی ایک ٹانگ سیکھی ہے۔ جیسا اخباروں [illegible] کہیں خدانخواستہ [illegible] پایا تو ایک [illegible] سازش [illegible] کسی [illegible] ہوا تو سازش [illegible] تو سازش۔ مصاحب سلامت ہوئی تو سازش۔ [illegible] بچے ہوئے تو سازش [illegible] ہوا تو سازش۔ [illegible] تو سازش۔ [illegible] تو سازش۔ پائجامہ [illegible] تو سازش۔ [illegible] تو سازش۔ خیر دریں چہ شک والوں کا خیال ہے کہ [illegible] ابن سعود خاں بہادر [illegible] نے [illegible] سازش کی [illegible] جناب [illegible] ہمارے ساتھ ہیں ہماری کمیٹی تمہارے ساتھ ہے ہندوستان بھر کے مسلمان تمہارا ساتھ دینگے۔ اس بحث پر بڑے بڑے آرٹیکل لکھے جاتے ہیں "دریں چہ شک۔ دریں چہ شک۔ دریں چہ شک" کی صدا ہر طرف سے [illegible] ہماری رائے ہے کہ حاجی صاحبان [illegible] سے اس قسم کے سوالات کریں کہ دریں چہ شک کا مطلب و مفہوم [illegible] بالکل [illegible] ہو جائے۔ مثلاً طوطی جان۔ آیا [illegible] نیست کہ [illegible] چہ شک۔ دیگر [illegible] سعود [illegible] آدم [illegible] جواب ملے "دریں چہ شک" خوب [illegible] ہر [illegible] آن [illegible] سازش [illegible] جواب ملیگا "دریں چہ شک" [illegible] سازش [illegible] جواب ملے گا "دریں چہ شک"

اگرچہ مضمون نگار [illegible] بالکل [illegible] زیادہ [illegible] نہیں [illegible] لیکن سازش کی ضرورت [illegible] وجود سے انکار [illegible] سازش [illegible]

دیا جگ دیل بن گرم کہ این سود از نمود از مجاز بیرون کنید - زمان تجوید ادرین بہ مثال

والسلام

راقم ———

از استاد ازل

قانونی مسئلہ

سنی سنائی گواہی

کیا فرماتے ہیں مسٹر شیخ بادر ماؤ ریکیٹ جنرل اسس قانونی مسئلہ میں کہ اصل معاملہ عشق و محبت کا مشتاق نے ایک نرالا ڈھنگ تجویز کیا ہے یعنی بیٹھے بیٹھے تار گھر میں ٹیلیفون کیا کہ رشتہ محبت کی طرح فلاں نمبر سے جا ملے آواز تار کا کھٹکا کرو۔ ادھر سے آواز آئی اور ادھر ہاتھ میں پکڑا اور لگے وہیں سے دوستیاں بتانے۔

"آپ کہاں ہیں؟ کدھر سے بول رہے ہیں"

"پیاری میں ہوں تمہارا عاشق جان نثار کشتۂ ہجر، معشوقہ ترا حال ہے"

"لعنت خدا کی مردود ہوش میں آ تو کون ہے؟"

"اے جان من کیسا نام کیسا نشان بس عاشق ہوں عاشق۔ یہی کافی ہے۔ اف سے

مرتا ہوں ترے ہجر میں اے یار غیرت سے
موڑے سواری کے لیے اپنے گھوڑے"

"میں کہتی ہوں کم بختوں سے گھبرا کے آ تو سہی سامنے"

"پیاری جانے دو غصہ نہ کرو غریبوں پر ظلم نا روا ہے۔ اے نہ ہوئی سامنے ورنہ پہنچ کے پیارا گلاب کی پنکھڑی سے ہونٹ سرخ ہو جاتے نیل دیکھ کے رنگ سمجھتے کہ ابھی تک ایشیائی زینت کی قسمت کا ستارہ اوج پر ہے جب تو سہی لب نازک کے بوسے لیتی ہے۔ ہاں ہاں گالیاں عاشق جناب گالیاں تمیں کھاتا پیٹ نہیں بھرتا

قند ہے سخت نا گل نہ علاج ملی بات
بوسہ چند بیامیز بہ دشنام چند"

زادن کمبخت بیہودہ ہو گا ہم سے ملو کے دوہا یہ جانا ہے کہ تمہارے دوست ناگ بن کر ہے۔

"اور مرے فارسی۔ خدا کی خوار۔ مولوی ... ماں بہنا سے ایسی باتیں کرتا۔ جا کے بیٹا کا منہ چوم۔ خبردار جواب کبھی ایسی حرکت کی"

"میری دلبر۔ ماں بھی تم نے کہا بیٹا بھی تم ہو بہت سے اب تو سب کچھ تم ہی ہو"

"ارے مجھے ہنسا کے بلاتی ہوں پولیس کو"

"جانی ایک دفعہ نہیں ہزار دفعہ بلاؤ سنتریاں کسرت تھانے پر کھڑی ہو۔ مجرم ہوں اور عشق کا مجرم ہوں زہے قسمت کہ تمہارے حکم سے پا بہ زنجیر ہوں بچوں تشہیر ہو"

"ہے سو بار شوہر کے بچے بلاتی ہوں تو تیرے باپ دادا شوہر کو"

"آہ کیا ابا گھر میں ہیں؟ تو ان سے کہہ دو تمہارا بیٹا فرزند کی رسم ہی ... میں چلا گیا۔ ماں کا عاشق ہے۔ اور اگر بھیا نے تمہارے صاحبزادے بھی گھر آ گئے ہوں تو ان سے بھی کہہ دو کہ تمہارے بڑے بھائی سبھی ماجد عاشق نے تمہیں بہت بہت پوچھا ہے"

اب بی صاحب انگاروں پر لوٹتی ہیں غصے سے تڑپتے جاتی ہیں منہ پیٹتی ہیں مگر کیا بنا سکتی ہیں ہے کلا ہاتھ سے چھیکا ... گھر والوں کو جمع کیا پولیس میں رپورٹ کی تار گھر سے خبر آیا نمبر پھر ... بتا دیا۔ خفیہ والے دوڑے کہ عاشق گستاخ کا پتا لگائیں۔ نتیجہ ... کون تھا۔ دوسرے وقت پھر گھنٹی کی ... ٹیلیفون کے مقفل سے معلوم ہوتا ہے خود ... صاحبزادے کو بھیجا کہ دیکھو کون ہے کہتا ہے تمہارے ابا کہہ دو ... صاحبزادے گئے۔ آپ کون صاحب ہیں؟ کیا؟ جی اماں تشریف رکھتی ہیں۔ بھیجوا دیجئے۔ کام ہے مجھے آپ کی اماں سے کچھ کہنا ہے ......

کیوں؟ وہ کونسی پرائیویٹ بات ہے جو تم نہیں سن سکتے ...... اچھا میں ان سے عرض کرتا ہوں۔

تاپا اماں انھیں فرصت نہیں وہ غصہ ہو رہی ہیں ... تم مشفق وہ کوئی عجیب آدمی ہے کہتا ہے میں تمہاری ماں کا عاشق ہوں۔ دل کا حال انھیں سے کہوں گا وہ کاش تمہاری طرح میں بھی تمہاری ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتا بات خود ہی کہ تمہاری ماں مجھے پیار کرتی۔ میں ان جملوں کے معنی نہیں سمجھا سرکار پیچ۔ ... غضب ہے ایک شریف بی بی ... کمبخت اپنے دل میں کیا کہتی ہوگی۔ اور غصہ کے ... کے رستے ہوگی۔ یہ صحیح ہے کہ آزاد خیالی تعلیمی ... کی وجہ بے پردگی کی بدولت سیکڑوں ... کی زبان سے اشتیاق بھرے ... سن چکے ہے ... یہ سوال سی بات ... عام معاملہ ... کہاں ایک ... ہم پیالہ دوست کا ... دل کتنا آنکھوں میں آنسو بھرا لانا ... ہونٹوں سے ... بھرنا ... سامنے ... چہرے کے تغیرات - دل کے ... سچائی کے ... حسن ... کچھ بھی ظاہر نہیں۔ کوئی آوارہ ... عاشق ہے ... ناکاری میں مبتلا ہے - دونوں میں زمین آسمان کا فرق ہے - ... دہشت کی ... عدالت ... کی گواہی ... قانون ... مشتبہ ہوگی؟ حالانکہ ... ساعت کے اور کسی ... کے بارے میں دخل نہیں ہے۔

مدعیہ جو کچھ بیان کرے گی وہ سنی سنائی بات ہوگی کسی کو کچھ کہتے اس نے کب دیکھا؟ ...



مکالمہ و مخابرہ بہ نفس

بھائی ارون: "جدید اصلاحات کے متعلق...... ہاں! جو ہیں بھی کالے انگریز ہوں.... بیشک قومی نامہ طرز ادا رہنا چاہیے"

میاں ارون: "پھر حکم کرو..... ہندوستانیوں کا قانون..... جو تو خراب ہے..... سدھر جائیگی..... زمانہ نزدیک ہے"

کہ ایک بوجھ نے زد کرائی واحد فلیشین کے ساتھ
کیا ہے لکھنؤ منصف کے دونوں کے چہرے کے حدود
شتہ سے بنگی ہوئی ہماچ کے گھوڑے پر سوار ہو جاتے
ہیں اور عکس چر بیٹھتا ہے۔ اگر یہ سچ ہے تو پھر ورنہ
وکالت کا کیا قانون محض آمادگی و شنا بہت سے کیا پہلا
ہوگا ہوا ہو پھر بھی اسی طرح چھوڑ کر بیٹھے گا جس طرح
کی اصل مجرم بجا اصل مجرم کی تشخیص میں بڑی دشواری
ہوگی۔ آپ کو واللہ نہ بھیجے گا کہ نیند و نامی
غلطی دیکھا ایک نئی قسم ۱۰ کا مزید ہے حاشا
نہیں گا نہیں بندے کو ایسی غلطی سے ہوا
اور علی جہد وہی ہے جو دیکھنے والی آنکھیں مستحق
اور وہ نشت کھٹکا کے رہ جاتی ہے۔ سکے ساتھ ہی
اگر وہ موذن سمجھے مل جائے جو خواہ مخواہ کی مستی
اور اپنی اصالت دکھاتا ہے تو گورنمنٹ کے کانوں
کے پردے پھاڑ ڈالوں کہ جواب کے لطف سے
اب لا آباد تک محروم ہو جائے۔

دافق

فلاں گنہگار ایسا

منظوم سرکار سکریم بنام ڈاکٹر شیخ حبیب اللہ

نمبر ۳

شیخ جی۔ تمہارے گھر کے پاؤں میں بجلی بھی
شبہ بھی ہوتی ہے مگر ڈاکٹری طرح نہیں بیٹھتا
میں اورست ذات ہو کے ہاتھ ٹال گئی اور وہ بھی
تھی کہ کبھی ہوگا نہ بشر ہے بحث کی بیکار اور
فضول، رکھ رہا شیخ جی کی عقل نہ ہو پہنچ پائے
بارے میں کچھ دنوں سے چھوٹے گھنگھنیاں ابھرے
پیچھے رہ گئے۔ ڈاکٹروں کی حمایت اور طب کی
عداوت کے مسئلے میں بھی چپ سادھ لیتے۔
زبان کو کو نہیں سے گئی۔ بول اٹھے تو بول اٹھے۔
مگر تم نے تو بیچارے کوری سے حوالی ہو اسے کو
خط پر خط لکھنا شروع کر دیے۔ شاید تم اپنی جگہ
سمجھتے ہو گے کہ کونسل کی عقل بھی محمود آباد
کی کوئی صحبت ہے جہاں تمام ترسنوں سے گھاٹا

است باور رہتی ہے۔ شیخ جی اگر یوں کہے ہوتے تو غلط
تھے۔ محمود آباد کی ریاست غلط بخشی کی صفت
میں بہت شہرت رکھتی ہے۔ یہ سچ ہے کہ حماقت کا
عیب کونسل میں بھی ہے اور ریاست میں بھی
مگر دونوں قسمیں ایک ہی طرح کی نہیں جس سان
میں فرق ہے۔ کونسل میں تم دونوں کی حماقت
سے ہوتے ہو مردم شناسی کی صفت سے دو غرض
کر رہے ہیں اور خدا سلامت رکھے کہ سکو ابھی
بہت دنوں کرتے رہیں گے کیا نسبت کہ دونوں کا بڑا
حصہ گنوا رہا ہے جو جاہل ہے۔ دوسروں کے لیے بس
ہے۔ رہی رائے کا اتفاق نہیں وہ بھی نہیں پایا گیا
کہ کونسل کس جانور کا نام ہے۔ مہذب ملکوں میں
کوئی ووٹ کے حق سے محروم ہے تو جان دینے پر
آمادہ ہو جاتا ہے یہاں ووٹ دینا لوگوں پر شاق
ہو جاتا ہے [illegible] رہ سکتا
[illegible] سمجھے

اعلان تعطیل

بہ سبب تیور قدیم ۳۰ جون کا اودھ پنچ
بوجہ تعطیل عاشورہ محرم الحرام شائع نہ ہوگا
ناظرین کو اطلاعاً گزارش ہے کہ آئندہ پرچہ ۷
جولائی کو اپنے وقت پر نکلے گا فقط

منیجر

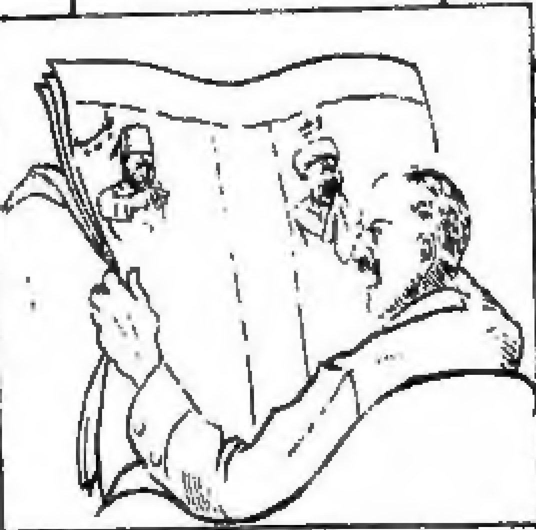
ہیں۔
ایسی حالت میں انھوں نے تمھیں انتخاب کیا تو
خیر ہوگئی غلطی۔ اور وہ سرا حصہ بھی ہو سکتا ہے۔
سمجھا اسے اسی وبا میں مبتلا ہو گیا تو ہو گیا کیا
کیجیے گا۔

آگیا جی ابھی وہی ہی تو ہے

— ۲۰ جون کے ہوم میں خبر ہی نے تمھارا تیسرا خط
پڑھا اشد بجاتا ہے چونکہ وقتی سنسنی ابھی کر دے
نائٹ ورود ہونے لگا۔ جہاں تک سرچارلس ہالی کے
کے شدھی اور سنگٹھن بازی کا بیان ہے وہ ہے
تمہارے اور انکے آپس کی گفتگو۔ صاحب خود ہی
جواب دیں گے مگر تم نے جو بات کہی ان کی گزر کہ
علاج بہترین طریقہ علاج ہے شیخ جی صاحب
اور یہی قدرتی طریقہ علاج نہیں ہے ایک کیلیے
دیوں اور حکیموں کا یہ قول نہیں۔ یہ جو یہی

ہیں اسی کا رونا رو رہی ہے اور فلسطین پھی کہ رہا ہے
ڈاکٹر فوق کرسیمی بھی ایسی کتاب لکھ رہا ہے یہ ہی
رونا رو رہے ہیں ایسی تیز دوائیں کیا ہیں کہ اکسیر کہ
گولیوں میں ڈال دو تو سالا شرح خرچ [illegible] وہ اب۔
قدرتی طریقہ علاج سے واسطہ نہیں رکھتے۔ طبیعت
کی مرضی کے خلاف نشتر چبھو دینا اور ہر طرف
علاج سے کوئی لگاؤ نہیں رکھتا۔ قدرتی طریقہ علاج
کی پہچان یہ ہے کہ جس طرح بیماری پیدا ہوتی ہے
اسی طرح طبیعت اسے نکال پھینکے دواؤں کا جوہر
نکال کے اگلے طبیب اور وید استعمال کراتے تھے یہی
فرنگی نقل اور بجتی یہیں کی گئی مگر آج حکیموں نے
بیماری معلوم اور مشکل علاج کا جو اصول اختیار کیا ہے
وہ ڈاکٹروں کی نقل ہے [illegible] کہ ڈاکٹری طریقہ
کی حیثیت میں زیادہ پیچیدہ ہو گیا ہے اور وہ ایسی
طبیعت سے زیادہ دور نہ ہو جائیں۔ حکیم اور ویدوں کے
بیماری سے باز نہیں آتے اس وقت تک دواؤں
جو ہر یا معدنی چیزیں بیماروں کو نہیں دیتے طبیبوں
نے ہمیشہ یہ خیال کیا کہ طبیعت مدبر بدن ہے اور
طبیب طبیعت کا خادم ہے۔ برخلاف اسکے ڈاکٹر
طبیعت کا دشمن ہے وہ جو دوا چھینے کا انتظار نہیں کرتا
نشتر چبھو دیتا ہے۔ ایسی زہریلی دوائیں کھلاتا
ہے جن کی ضرورت انسان کے جسم کو نہیں تھی۔ جہاں طبیب
الطاس اور شفا پسند دیتا ہے وہاں ڈاکٹر کیلشیم
دے کر ہزاروں کا بل [illegible] ہے درحقیقت
طبیبوں نے جو پھینک دی تھی آج ڈاکٹری
اسے چوس رہی ہے۔ شیخ جی یہ تمہاری
سمجھ کا پھیر ہے تم بیچارے کیا جانو کہ طب
نے کتنے پیسے کمائے۔ افسوس بیچاری کی
طرف سے پولیس حکومت نے چھوڑ
پیسہ ہے کوئی مدد نہ رہا کوئی
کتاب خانہ باقی نہیں کوئی شفا خانہ انھیں نہیں
سمجھ تجربہ کی گھڑیاں نہ معاش کی راہ میں بھیرے
امیر اور حکومت کے [illegible] اسکا نام بھی ہمدرد
قلب نواکی مسلم کی طرح بھرپور ہے۔ اس بے تعلیمی
اور بے غوری کی حالت میں قدرتی طور علاج کا [illegible]

دیکھیے کہ برابر جا رہا ہے کہ ہاتھوں شفا پاتے ہیں۔ وہ طبیب کے خلاف کوئی بات نہیں کرتے کسی مریض سے یہ نہیں کہتے کہ تمہاری بیماری بڑھ جائے گی بلکہ نسخہ کے سبب سے آپ پڑھا دو نسخہ جات جو نکلے ہائے خبر بالکل علاقات نہ کر بتا دو ان مریضوں کو مختصر درست۔ کوئی بیماری ہو ہمیشہ بتا خبر دو رہنا ہے بتانا قدرتی طریقہ علاج ہے؟ جو جیتی ہیں ان نے امریکہ میں اتنی ترقی کی ہے کہ وہاں کوئی ڈاکٹر ایسا نہیں پہنچتا جس میں کا ایک نرم سرشت ہو۔ دواؤں سے تمام بیماریوں کا علاج کرتا ہے دوا کی مقدار اتنی خفیف ہوتی ہے کہ تریاق جیسی سمجھائی نہ دے۔ ہر علاج کا کیس انگریزی بیمارخانوں میں لکھا جاتا ہے انتظام جیسا طبیعت کے موافق ہے کہ مریض کو بیچ سکے ہیں انھوں نے جو لاتیں ہی کی ہیں ساینٹفک اصول پر انکو ہی بیماریوں اور دواؤں کے بھروسے پر ہوتی ہیں کہ بہت ہی تحقیق نزدیک سائنٹفک اصول کے پیرو ہیں اور یہ بیمار طبیب اور دوا بھی کی کتابیں لکھی گئی جو حالت میں بھی گئی ہے دیکھ رہے ہیں چیتوں کی کتابوں سے ہزاروں گنی زیادہ ہیں سائنٹفک اصول سے انکار نہیں کیے تم کو عملیات چیتی کا ذکر کیا ہے ویسی ہی طب کا مسئلہ ہے جیسے تم ورزش ہو یا استعمال کا تجربہ بیمار روک کرنی ہے یا کھو رہے نہیں سیکھ



طبیب - کالرا - ملیریا - مروڑ - تپ - انفلوئنزا - نمونیا وغیرہ میں سب کا ایک علاج
ڈائریا - اور خالی معدہ - سنکھیا - اسپارٹ
ہیں کورس لاکھوں برس کا کرکے انگلی کی جو خود کہتی ہے اور جو انسان کو چار ان کو سنیں آن و تن
شیخ جی - غضب میں جان ہے
دیکھیں کہاں کر دو حرف لفظ گر غلط؟

جیسا ہے کا طریقہ آج ایک سادگی ناچیز ہی بتانا ہے جسکو قدرتی نعمت کہیں کی طرف سے سپرد ہوئی ہو ان کے ساتھ انتظام کی ایک ہی قسم کی بیماری نظر آئی جن بیماری طبیعت کہیں اور معدہ ہاتھ لگتی قسمیں آج تک ہوتی آتی ہیں۔ اور کتنی دوائیں اور کتنے نسخے موجود ہیں۔ ایک سے نفع نہ ہو تو دوسرا نسخہ استعمال کرکے کیجیے ہومیوپیتھک یا ایلوپیتھک ڈاکٹر جو ہر ایک استعمال کرواتے ہیں اگر تمھیں نسخوں کی بیماری سے رخصت ہو کی فہرست لکھی ہیں تو جو فیصدی پانچ سے زیادہ نہیں دوائیں کر دو اور یہ صرف کرنے اور سے بہت کر دے اور ہزاروں جائیں۔ تجربہ کیجیے

تلف کرنے کے بعد میسر آئی ہوں تو میں پینا نام بدل ڈالوں۔ اس دن سے سنبل آرا بیگم نہ کہنا۔
تمہارا یہ کہنا بالکل واقعہ کے خلاف ہے کہ جو بھی کی شکایت ڈاکٹر کے پاس بیمار زردہ کے کھانے کے درمیان پانی ست ہو۔۔۔ اگر یہ سچ ہو تو کہتا ہے تو اسیں اور تم میں کوئی فرق نہیں ہے کہ بد ہضمی کا ہمیشہ ایک ہی سبب نہیں ہوتا۔ پانی پینا اور نہ پینا غذا کی نوعیت پر منحصر ہے۔

انسان کی بنائی ہوئی غذاؤں کی اکثر تفصیل ایسی ہیں جنکے ساتھ پانی ضرور پینا چاہیے۔ ڈاکٹر صاحب اگر سب غذاؤں کو ایک ہی لاٹھی ہانکتے ہیں تو پھر قدرتی طریقہ علاج کا خدا حافظ۔ قدرتی غذائیں جنکے بنانے میں انسانی عقل اور کاریگری کو دخل نہیں ان کا حال ہی مختلف ہے۔ شیخ جی تم لال بجھکڑ سے بھی عقل میں کچھ بڑے ہوئے ہو۔ جنھوں نے ہرن کے کھر دیکھ کے کہا تھا کہ کیا دانہ ڈال کر پہنچ نے کر ادھر دو نہیں تو پھر سے سلو سے انکی ہے۔ شیخ جی تم مولوی ہو کہ سائنس والوں نے جانوروں کو دیکھ کر اسکی بڑی ہوشیاری کی بات

معلوم کی اور جہاں کہیں بھی کسی روٹی کو مفید مطلب پایا فوراً اسکو کام میں لانا شروع کر دیا ہے کس کا ذکر ہے؟ کون سا سائنس دان؟ کیا اگلے زمانے میں سائنس دان کوئی نہ تھا؟ یا انھوں نے قدرتی زندگی کا مطالعہ حال کے ڈاکٹروں سے کچھ کم کیا تھا؟
شیخ جی عقل کی ہدایت کا طفیل سمجھو سے جاہلا ہے، دوسری بات ہے کہ تم اپنی ذات میں تمام قوتوں کو جو قدرتی ہیں انگریزوں کا طفیل کہتے ہو۔ تمام دنیا عاقل اور زندہ بیمار تھی گمان دو تھی۔ تجربہ جتنا پرانا اور دوسروں کے عمل میں آیا جاتا ہو اتنا ہی مضبوط ہوتا ہے۔ ایک طبیب بیمار کا پیشاب جو نہ ہونے پر جو ہے کی ٹینگنیوں کا لیپ زیر ناف کرواتا ہے ایسی ادنیٰ ادنیٰ چیزوں سے کام نکلتے جانے کی تعریف کرنی چاہیے۔ بھلا خیال تو کرو کیونکر اسکا ذہن ٹینگنیوں کی خاصیت کی طرف منتقل ہوا؟ اسے بھی بھیجے بہت لکھنا تھا مگر کیا کروں کاغذ کم و ختم ہو گیا۔
اچھا آئندہ دیکھا جائے گا۔
اچھا کیا جو آپ نے باندھا ہم سے بیر بیٹھے ہو تو سمجھنے اور نگلنے کو خیر
رافت

سنبل آرا

انتخاب لاجواب لاہور

امریکہ و یورپ کے بہترین سائنسی تجارتی اخباری معلومات اور سائنس لیچر کے دنیا بھر کے عجائبات کا اردو زبان میں بے نظیر مجموعہ ہے اگر آج تک آپ نے نہ دیکھا ہو تو چھ روپے بھیجکر سال بھر کے لیے جاری کر دیں۔ سالانہ خریداروں کو علاوہ سال بھر پرچہ ہم مفت بھیجنے کے پانچ سو صفحہ کی مختلف کتابیں بھی مفت دیجاتی ہیں۔
خط لکھتے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں
منیجر انتخاب لاجواب لاہور

غذاے روحانی

معدن النغمات

اردو سیج لکھنؤ

شاعری جزو لیست ادبیری

لیجئے

وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ سوا مین گرہ لگائی

ایک گراموفون کیطرح سرون کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے
اور

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصہ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہین کہ تا حال موسیقی کے جزو علمی پر اس سے بہتر کتاب شائع نہین ہوئی اب اسی کتاب کے

حصہ دوم مین مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

شرائط ایجنسی

سیاحت ظریف
لیجئے
منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف لکھنوی
کا
منظوم سفرنامہ عراق

لیجئے

تان سین کے عہد سے لے کے زمانہ حال تک صد ہا اساتذہ فن کی گائکی اور انکے گلے سے نقل کی ہوئی دھرپد و ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے

اُستاد محمد علی خان

میان تان سین کے آخری یادگار تھے صد ہا اگلی دھرپد و ہوریان اس کتاب مین انسے نقل کیگئی ہین لطف یہ کہ اگر آپ سرگلے سے ادا کرنے پر قادر ہین تو انکا بچہ موز سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت آسانی سے ابتداے کتاب مین لکھ دیے گئے اسیطرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہین جسطرح کہ استاد خود تعلیم دینا ورنہ ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہین انکے علاوہ دیگر شاہکار اور مایۂ ناز بھی آپکو اس کتاب مین ملیگا۔ فی الحقیقت مصنف نے لاکھون روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت کام میلیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصہ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے استادون کا سرمایۂ نایاب سمجھا جاتا ہے۔ قیمت پانچ روپیہ حصہ اول کی قیمت فی جلد۔ محصول ڈاک ہر حال ذمہ خریدار۔

المشتہر: منیجر اردو سیج لکھنؤ